پہلا خطبہ

عید......رمضان کا انعام اور ثمرہ

مفکر اسلام سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ

اس مہینے کا اختتام جو مجاہدہ کا مہینہ تھا زہدو عبادت کا مہینہ تھا اور اپنی خواہشات اور غلبہ پر قابو پانے کا مہینہ تھا اور نفس کی عنان روکنے کا مہینہ تھا اور اللہ کی خوشنودی کیلئے اپنی خوشیوں اور خواہشوں کو قربان کرنے کا مہینہ تھا اس مہینہ کا اختتام اللہ نے اس خوشی کے دن پر کیا جسے عید کہتے ہیں۔ یہی عید رمضان المبارک کے اختتام کا اعلان اور اس میں اللہ تعالیٰ نے دوسرے مذاہب وقوموں کے برخلاف جن میں یہ دن کھیل کھیلنے مزے لوٹنے اور نفس کو آزاد چھوڑ دینے کی علامت ہوتا ہے اس میں اس کے پہلے جو ناروا ہوتے ہیں وہ روا ہو جاتے ہیں اور حدود وقیود سب پھلانگ دیئے جاتے ہیں اور کسی چیز کی پرواہ نہ کرے اس کے برخلاف اللہ تعالیٰ نے جیسا کہ دین کا مزاج ہے ملت کا مزاج ہے اللہ تعالیٰ نے اس دن کو عید کی خوشی کا دن تھا تیس دن کے مجاہدہ کے بعد آیا تھا بجائے اس کے کہ اجازت دی جاتی اس میں آزادی ہے کہ جو چاہو کرو اس میں ایک زائد عبادت اللہ تعالیٰ نے شروع فرمائی۔ یعنی اس دن مسلمان نہا دھو کر آتا ہے اور خدا کے حضور میں دو رکعت پڑھتا ہے یہ شکرانہ ہے رمضان المبارک کا روزے رکھنے کی توفیق حاصل ہونے کا تو عید کا تعلق رمضان سے ہے کہ عید کو رمضان سے الگ کیا ہی نہیں جا سکتا۔ عید درحقیقت ایک قدرتی پھل ہے۔ رمضان کے درخت کا اگر رمضان کا درخت نہیں ہے اور اس کی تمام خصوصیات ساتھ نہیں ہیں وہ درخت شاداب نہیں ہے اور اس درخت کی تمام جڑیں محفوظ نہیں ہیں۔ تو اس درخت سے کبھی پھل پیدا نہیں ہو سکتا اور اسے پھل کا کوئی استحقاق نہیں ہو سکتا۔ وہ شخص جو کوئی درخت نہ لگائے اس درخت پر ریاض نہ کرے، محنت نہ کرے اور اس کو پانی نہ دے اس کو اس درخت کا پھل کھانے کا کوئی استحقاق نہیں ہے اور یہ اس کی خام خیالی ہے کہ بے درخت کے اس کو پھل مل جائیں گے۔

عید تو رمضان المبارک کا صلہ ہے

اسی قانون پر ہم چل رہے ہیں آم کا درخت لگایئے اور آم کا پھل کھایئے' خریدیے کر کھانا اور چیز ہے' آم کا درخت لگائے بغیر آپ آم نہیں کھا سکتے' آپ انگور کی کاشت کئے بغیر انگور نہیں پا سکتے۔ ویسے ہی رمضان کے بغیر عید کا کوئی استحقاق نہیں۔ بالکل یہ ایک غیر قدرتی' غیر اخلاقی' غیر قانونی چیز ہے۔ عید ہے' رمضان کا ثمرہ' عید ہے رمضان کا انعام' عید ہے رمضان کے درخت کا آخری شگوفہ' درخت نہیں تو شگوفہ کیا اور پھل کیا اور پھول کیا' اس طریقے سے رمضان اور عید ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں جیسے کہ جسم اور روح ایک دوسرے سے جڑی ہوتی ہیں جس طرح سے کہ پھل اور درخت جو اس کا قدرتی نمودار ہے درخت کیا ہے؟ اور اس کا پھل کیا ہے؟ درخت کا خلاصہ پھل کیا ہے؟ درخت کی زندگی کا مظاہرہ' پھل کیا ہے؟ درخت کا نقطہ عروف اور اس کا نقطہ ارتقاء اگر درخت نہیں اور درخت کی شادابی نہیں اور درخت کی قوت نمو نہیں اور درخت میں فیض اور فائدہ پہنچانے اور کسی کا پیٹ بھرنے اور کسی کو خوش کرنے کی صلاحیت نہیں تو پھل بھی نہیں پیدا ہوگا تو عید بغیر رمضان بالکل غیر معقول اور غیر قدرتی چیز ہے۔ یعنی دین کی فطرت کے خلاف ہے۔ رمضان کی طرف کے خلاف ہے اور انسان کی فطرت سلیم کے خلاف ہے عید تو رمضان کا صلہ ہے رمضان کا انعام ہے۔ رمضان کی عیدی ہے۔ جیسے آپ کو عیدی دیتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہم کو اور آپ کو یہ عیدی دی ہے اس عید کی شکل میں۔

عید مختلف ادوار سے گزری

یہ عید کئی دوروں سے گزری ہے ایک عید وہ تھی' اصلی عید' جو ہر معنی سے عید تھی وہ تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی۔ آپ کی موجودگی سے بڑھ کر عید کا کوئی تحفہ نہیں اس وقت صحابہ کرامؓ زبان حال سے کہتے ہوں گے کہ

عید گاہ ماغریبان کوئے تو انبساط عید دیدن روئے تو

پھر حقیقی عید وہ تھی جب صبح وشام فتوحات کی خبریں آتی تھیں اور اسلام کے قلم رو میں برابر اضافہ ہو رہا تھا اور ہر روز روز عید اور ہر شب شب برأت کا مصداق کوئی دن خالی نہ جاتا تھا کہ مسلمانوں کا ستارہ اقبال کسی نئے افق سے طلوع نہ ہو اس وقت کی عید کیا تھی؟

عید آزاداں شکوہ ملک ودیں

وہ بھی عید تھی اور حقیقی عید تھی، عید کی نماز پڑھنے کیلئے جب مسلمان جاتے تھے تو ایک رمضان ۲۹ یا ۳۰ روزوں ہی کا شکریہ نہیں ادا کرتے تھے بلکہ ان کا دل اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا ترانہ شکر سے لبریز ہوتا تھا۔ ان کے ہر بن مو سے الحمد کی صدا آتی تھی اور جس وقت وہ الحمدللہ کہتے تھے یا عید کا ترانہ اور عید کی تکبیرات پڑھتے تھے یا عید کی حمد و تحلیل بیان کرتے تھے تو اس وقت ان کا دائرہ صرف رمضان تک ہی محدود نہیں ہوتا تھا بلکہ پوری زندگی کو حاوی تھا زندگی کے ہر شعبے میں ان کو نئی نئی کامیابیاں نظر آتی تھیں دل مسرتوں سے لبریز، دماغ اعتماد اور بلندی کے احساس سے مخمور، مخمور نہیں تو معمور کم سے کم سینہ ان تمام تمناؤں سے، حوصلہ مندیوں سے، مسرتوں سے، احساسات سے معمور تھا۔ جو چپ و راست چاروں طرف انہیں گھیرے ہوئے، وہ حقیقی عید تھی۔ اس کے بعد صدیوں تک عید اسی طرح رہی۔ اسلام کا قافلہ برابر آگے بڑھ رہا تھا۔ پہاڑوں کو بھی، ملکوں کو بھی، میدانوں کو بھی، وادیوں کو بھی اور مرغزاروں کو بھی اور بڑے بڑے متمدن ملکوں کو بھی اور اسلام برابر اقدام کی حالت میں تھا، پیش قدمی کی حالت میں تھا اس وقت بھی یہی حالت تھی کہ عید آزاداں شکوہ ملک و دیں، وہ بغداد کی عید ہو یا دمشق کی عید ہو یا لاہور و دہلی کی عید ہو اس وقت کی عید ان مسرتوں سے بھی ہوئی تھی اور وہ عید کی نقل نہیں تھی بلکہ وہ حقیقی عید تھی۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ وہ عید آئی جس کو کہہ سکتے ہیں کہ ''عید محکوماں ہوم مومنین'' یعنی اب عید کا حاصل یہ رہ گیا ہے کہ مسلمان جتنی تعداد میں عام طور پر نہیں جمع ہوتے اتنی تعداد میں جمع ہو جائیں تو سمجھئے کہ وہ مسلمان کی عید ہے اور زیادہ غلام زیادہ مظلوم، بڑی تعداد میں غلام اور مظلوم اور دکھے ہوئے دل والے، چوٹ کھائے ہوئے، دماغ والے، بیتاب و بے چین روح والے اور صدموں کو اٹھانے والے، ذلتوں کو سہنے والے اور لوگوں کے طعنے سننے والے، زیادہ تعداد میں جمع ہو جائیں یعنی وہ اگر جمعہ کی نماز میں ہیں تو اس سے کم تعداد میں جمع ہوں گے اور پانچ وقت کی نماز ہے تو اس سے بھی کم تعداد میں جمع ہوں گے۔ یہ دکھے دل والے جہاں زیادہ تعداد میں جمع ہوں گے۔ اس کو عید کہہ لیجئے اور جس جگہ پر جمع ہو جائیں اس کو عید گاہ کہہ لیجئے یہ مظلوم اور یہ ذلت برداشت کرنے والے زیادہ بہتر لباس میں اور زیادہ دھوم دھام کے ساتھ آئیں اس کو عید کا دن سمجھ لیجئے تو آج ہماری عید وہی ہے عید کی حقیقی خوشی ناپید ہے۔ لیکن بہر حال ایک چیز تو قیامت تک رہے گی مسلمان نشیب و فراز سے گزرتے رہیں گے اس ملت کیلئے اللہ کی طرف سے مقدر رہی ہے۔ وہ ایک زندہ جاوید ملت ہے۔ اس کو قیامت تک رہنا ہے زندگی تبدیلیوں سے بھری ہوئی ہے۔ اس میں نشیب و فراز آتے رہتے ہیں۔

زندگی تبدیلیوں کا نام ہے

زندگی نام ہی تبدیلیوں کا ہے تو زندہ رہنے کیلئے تو تبدیلیوں سے گزرنا ناگزیر ہے وہ زندہ نہیں جو تبدیلیوں سے نہ گزرے، نشیب وفراز سے نہ گزرے، وہ درخت شاداب نہیں ہے، جس میں بہار وخزاں نہ آئے جس میں پت جھڑ نہ ہو جس کی شاخیں نہ چھانٹی جائیں اس کو کوئی دیوار کا نقش اس کو فن تعمیر کا نمونہ کہہ لیجئے اس کو آثار قدیمہ کی کوئی چیز کہہ لیجئے لیکن درخت اسی کو کہیں گے کہ جو ان تمام مرحلوں سے گزرتا ہے کبھی بہار آئے تو ایسی بہار آئے کہ اس کی پتی پتی مسکرا رہی ہو اس کی رگ رگ ہنس رہی ہو اور اس کے چاروں طرف مسرتیں برس رہی ہوں اور خزاں آئے تو ایسی آئے کہ وہ پورا درخت نوحہ کناں اور مرثیہ خواں ہو اور اس کو دیکھ کر لوگوں کے آنسو نکل آئیں گے مگر درخت وہی ہے جو بہار سے بھی گزرے یہ امت ایک سدا بہار درخت ہے یہ امت کوئی فن تعمیر کا نمونہ نہیں یہ امت کوئی تاج محل نہیں یہ امت کوئی قطب مینار نہیں جو کھڑا ہے تو کھڑا ہے تاج محل بن گیا تو بن گیا۔ نہیں یہ ایک درخت ہے اور درخت میں شادابی بھی آتی ہے اور خشکی بھی آتی ہے تو امت کیلئے ان تبدیلیوں سے گزرنا ناگزیر ہے لیکن ایک چیز ہے جو نا قابل تبدیل ہے وہ اس امت کا خدا کے ساتھ تعلق اس امت کا شریعت سے تعلق ہے۔ فاتح ہو جب بھی روزہ رکھے گی۔ مفتوح ہو جب بھی روزہ رکھے گی۔ قلیل ہو جب بھی روزہ رکھے گی کثیر ہو جب بھی روزہ رکھے گی۔ اور اگر اس کو فتح ملے گی تو اسی نماز روزہ کے راستہ سے ملے گی اور اگر ذلت اس کے نصیب میں آئے گی تو اس میں کوتاہی کرنے کے سبب آئے گی۔ اس لئے یہ تبدیلیاں اس کی خارج میں ہیں لیکن اس کے اندرون میں، ملت کے اندرون میں کوئی تبدیلی نہیں اس کا تعلق خدا کے ساتھ ہمیشہ قائم رہے گا۔ جہاں کہیں اور جس خطہ زمین میں ہو نماز پڑھتی ہوئی نظر آئے گی۔ روزہ رکھتی ہوئی نظر آئے گی۔ سب نہیں لیکن اس کی اتنی بڑی تعداد جو یہ ثابت کرتی ہے کہ ابھی دین زندہ ہے اور ابھی قیامت نہیں آئی اور امت نے مجموعی انحراف اور ارتداد کا راستہ اختیار نہیں کیا ہے آج ہم مرکز اسلام سے اتنی دور جگہ پر بیٹھ کر یہاں جو لوگ ہیں کم سے کم ان کے بارے میں یہی خیال کیا جاسکتا ہے اور کرنا چاہئے کہ ان سب نے روزہ رکھا ہے اور آج وہ عید کا انعام لینے یہاں آئے ہیں۔

باغی اور سرکش نہیں بلکہ گنہگار اور قصوروار

اپنے مالک کے سامنے سر جھکا کر اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کر کے دوگانہ شکر ادا کر کے وہ زبان حال اور

زبان حال دونوں سے یہ کہہ رہے ہیں، مالک جیسا روزہ رکھنا چاہئے ہم نے ہرگز نہیں رکھا جیسی نمازیں پڑھنی چاہئیں ہم نے ہرگز نہیں پڑھیں، قبل اس کے کہ ہمارے خلاف گواہیاں گزریں، ہم گواہی دینے کیلئے تیار ہیں اور قسم کھا کھا کر کہنے کیلئے تیار ہیں۔ ماعبدناک حق عبادتک، ہم سے ہرگز روزہ نہیں رکھا گیا اور قبل اس کے کہ روزہ ہمارے خلاف گواہی دے، ہم خود اقراری مجرم ہیں۔ ہم کہہ رہے ہیں کہ ہم سے کوئی حق ادا نہیں ہو سکا لیکن تیرا حکم تھا ہم نے کم سے کم اس قانون کو باقی رکھا کم سے کم اس سے بغاوت نہیں کی۔ ہم مقصر ہیں، ہم گناہ گار ہیں۔ قصوروار ہیں لیکن باغی اور سرکش نہیں وہ جو کسی نے مثال دی کہ ایک شخص ایک پھٹا، میلا کچیلا اور جگہ جگہ سے پھاڑ دیا گیا ہوا ایسا پھٹا ہوا نوٹ لے کر جاتا ہے ایک بینک ایک کاؤنٹر پر جہاں نوٹ بنتے ہیں اور کہتا ہے یہ نوٹ ہمارا خراب ہو گیا ہے اسے بدل دو، کلرک یہ نہیں پوچھتا کہ تم نے نوٹ کی یہ گت کیوں بنائی بلکہ فوراً نیا نوٹ دے دیتا ہے۔ لیکن ایک شخص جاتا ہے اور وہ جا کر کھڑے نوٹ لے کر کہتا کہ لیجئے ہے آپ کے نوٹ کی یہ اوقات ہے میری نگاہ میں اور پھاڑ دیتا ہے تو فوراً اسے پکڑ لیا جاتا ہے اور وہ باغی قرار پاتا ہے اور کہا جاتا ہے تم نے حکومت کی توہین کی۔

تو خدایا ہم نوٹ کو پھاڑنے والے نہیں ہم میلا کچیلا نوٹ لے کر آئے ہیں تیرے حضور میں، ہم اس کے متمنی ہیں تو اس میلے کچیلے پھٹے ہوئے نوٹ کی جگہ ہمیں ایک صاف نوٹ عطا فرما جس سے کہ تیرے بازار آخرت میں ہم سودا خرید سکیں اور وہاں ہم کاروبار کر سکیں اور وہاں سے ہم پار ہو سکیں "اولئک یبدل اللہ سیاتھم حسنات" کا کیا مطلب ہے اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا کہ ہم تمہارے گناہ معاف فرما دیں گے بلکہ سیئات کو حسنات سے بدل دیں گے یہ نہیں کہ سو روپیہ کا نوٹ تم لائے تھے پھٹا ہوا تو کہہ دیا کہ کوئی مواخذہ نہیں بلکہ ایک نوٹ چھپا ہوا جو ابھی ٹکسال سے نکلا ہے وہ اس کے ہاتھ میں رکھ دیا جائیگا کہ اب یہ نوٹ ہے اس نوٹ کی جگہ پر "فاؤلئک یبدل اللہ الخ" خدایا ہم ایسا ہی پھٹا ہوا نوٹ کیا نامہ اعمال لے کر آئے ہیں تو کریم ہے، تو نکتہ نواز ہے تو غفور الرحیم ہے ہمارے روزے اور ان کی حقیقت، ہم کو بھی معلوم ہے دنیا کو معلوم ہو یا نہ معلوم ہو، کراماً کاتبین کو معلوم ہے۔ تیرے فرشتوں کو معلوم ہے اور ان کو بھی معلوم نہ ہو، میاں عاشق و معشوق رمزیست، کراماً کاتبین را ہم خبر نیست، ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے اعمال ہرگز تیرے سامنے پیش کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ وہ تراویح جس کا ڈنکا بجتا تھا جس کی ہم نے دھوم مچائی تھی اس تراویح کا حال ہم کو معلوم ہے کہ امام شروع کرنے کے بعد ہم اس مراقبہ میں رہتے تھے کب ختم کرتا ہے آج کتنا پڑھے گا اور اللہ اس کو توفیق دے

کہ جلدی ختم کرے، گھنٹہ پر ہمارے کان لگے ہوئے۔ قرآن کی آواز سے زیادہ گھڑی پر ہمارے کان اور ہماری نگاہیں لگی ہوئی ہیں کہ جلد ختم ہو یہ تراویح، ہم تیرے حضور میں کیا پیش کریں۔ اس کے بعد کی جو نمازیں ہیں تو ان کا وجود ہی کتنا ہوا اور اگر ان کا وجود ہوا تو وہ وجود گفتہ نا گفتہ بہ ہیں۔ وہ وجود عدم وجود سے بدتر، ہم تو کوئی چیز تیرے سامنے پیش نہیں کر سکتے، مگر ہاں ہم وہی قصوروار ہیں۔ وہی ہم مفلس ہیں، وہی ہم غریب ہیں، جو پھٹا ہوا نوٹ لے کر اور نوٹ بھی سو کا نہیں بلکہ ایک روپے کا اور اگر اس سے بھی کم کوئی سکہ ہوتا وہ نوٹ لے کر تیرے حضور آئے ہیں۔ اب تیرے کریم دربار سے امید ہے کہ تو ہم کو اس کے بجائے ایک اجلا اور ایک چمکدار محمدی ٹکسال سے نکلا ہوا نوٹ اپنی کریم درگاہ سے نکلا ہوا نوٹ تو ہمارے ہاتھ میں رکھ دے گا اور کہے گا کہ آج سے یہ تمہارا نوٹ ہے اس نوٹ کو بھول جاؤ، ہم نے بھی محو کر دیا اس کو اور تم بھی اپنے حافظہ سے اس کو یاد محو کر دو، شرمندگی کی بالکل ضرورت نہیں۔ بس یہی عید کا مطلب ہے تم خدا کے سامنے وہی اپنی نمازیں اور روزے لے کر آئے اور آج ہمیں یہ جرأت ہوئی کہ ہم اس کے سامنے آئیں اور شکر ادا کریں شکر کس بات کا شکر ہوتا ہے۔ نعمت کا کیا ہم نے اس نعمت کی قدر کی لیکن اسی نے یہ کہا کہ جیسے بھی تم روزے رکھو ہمارا قانون پورا کر دو تم ...... ہے کہ تم عید کے دن آؤ اور پھر وہی حق نہیں بلکہ تم اچھے کپڑے پہن کر آؤ، غسل کر کے آؤ یعنی چاہئے تو یہ تھا کہ غلاموں کی علامتیں لگا کر کے اور سیاہ پوش ہو کر کے ہم آتے کہ ہمارے روزے سیاہ پوش تھے۔ ہماری نمازیں سیاہ پوش تھیں، ہمارا نامہ اعمال سیاہ پوش تھا تو ہم سیاہ پوش ہو کر آتے۔

کریم کا احسان

لیکن اس کریم نے ہم کو اجازت دی کہ نہیں اچھے کپڑے پہن کر آؤ، عطر و خوشبو لگا کر آؤ ایک دوسرے کو مبارکباد دو اور آ کر دوگانہ شکر ادا کرو کہ دنیا یہ سمجھے کہ تم سے بہتر کسی نے روزے نہیں رکھے اور تم سے بہتر نمازیں کسی نے نہیں پڑھیں تو یہ اس کا کرم ہے۔ محض ہم تو اس کی چیز کو بگاڑتے ہیں اور وہ ہمیں بناتا ہے، ہم اس کو عیب دار کرتے ہیں اور وہ ہمیں سنوارتا ہے ہمارا معاملہ اس کی ہر نعمت کے ساتھ یہی ہے۔ پھل کھاتے ہیں خراب کر دیتے ہیں کپڑا پہنتے اور میلا کر دیتے ہیں۔ لطیف غذائیں ہم کھاتے ہیں اور وہ دیکھنے کے قابل نہیں رہتیں کہ آدمی اس کے پاس سے نہیں گزر سکتا اور اسی سے ملتا جلتا معاملہ ہمارے اس کے احکام اور فرائض اور عبادت کے ساتھ بھی ہے۔ اس کے باوجود ہمیں رزق دے رہا ہے۔ وہ ہم پر عنایت کی نگاہیں کر رہا ہے۔ تو ہم

اسی کے حکم سے اور اسی کو دیئے ہوئے حوصلہ سے یہاں آئے ہیں ورنہ ہم کیا اور ہمارا حوصلہ کیا۔ ہم نے کیا روزے رکھے کیا نمازیں پڑھیں۔ لیکن ہم وہی نمازیں لے کر اس کے حضور آئے ہیں اور دو رکعات کا اضافہ کرتے ہیں۔ اگر ہمیں یہ جواب ملتا غیب سے آواز آتی ہے کہ

تو کارز میں رانکو ساختی   کہ برآسماں نیز پر داختی

تم نے فرض ہی کون سے اچھے پڑھے تھے کہ دوگانہ شکر ادا کرنے آئے ہو لیکن وہ کریم کہتا ہے۔

فاولئک یبدل اللہ سیاٰتھم حسنات وکان اللہ غفوراً رحیماً. اللہ اکبر اللہ اکبر لاالہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد.

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین.